حضرت مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی مدظلہ

حدیث کی کتابت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں شروع ہو گئی تھی

بعض لوگ جو علم اور تاریخ سے پوری واقفیت نہیں رکھتے جب دیکھتے ہیں کہ حدیث کی کتابیں جو مشہور ہیں اور صحاح ستہ کے نام سے موسوم ہیں۔ ان سے پہلی کتاب مؤطا دوسری صدی میں لکھی گئی اور باقی (بخاری، مسلم، ابو داؤد ترمذی نسائی) تیسری صدی میں تصنیف ہوئیں تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ حدیث کے لکھنے کا رواج دوسری یا تیسری صدی میں ہوا ہوگا۔ جامعین حدیث نے سنی سنائی باتوں کو جمع کیا ہوگا۔

مگر یہ بات صحیح نہیں۔ کتابت کا رواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں شروع ہو گیا تھا صحاح ستہ میں اکثر وہی احادیث ہیں جو پہلی صدی میں لکھی گئیں بلکہ بعض وہ بھی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تحریر کرائیں اور پہلی صدی کے مجموعوں کی سندیں بالکل مختصر ہوتی ہیں۔ بعض جگہ ایک ہی واسطہ ہوتا ہے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جمع کرنے والے کے درمیان صرف ایک واسطہ (صحابی) ہوتا ہے۔ کبھی کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ ہمام بن منبہ کا صحیفہ جو ابو ہریرہ سے نقل کیا گیا ہے۔ اس میں صرف ایک واسطہ ہے یعنی ابو ہریرہ اور حضرت ابو ہریرہ کی وفات ۵۸ھ ہجری میں ہوئی ہے یعنی آنحضرت کی وفات کے ۴۸ سال بعد اور یہ صحیفہ قطعاً اس سے پہلے کا ہے۔ اس میں ۱۳۸ حدیثیں ہیں یہ سب کی سب ایسی ہیں جو مسند احمد اور صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں آچکی ہیں۔ ان کے دیکھنے سے حدیث کی حفاظت کا پتہ چلتا ہے۔ وہ صحیفہ شائع ہو چکا ہے۔ یہ احادیث انہی الفاظ کے ساتھ ہمام بن منبہ کے صحیفہ میں ہیں۔ اسی طرح صحیحین وغیرہ میں پائی جاتی ہیں اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ پہلی صدی کے صحیفہ کی احادیث کس طرح تیسری صدی کے مجموعوں میں

بعینہٖ نقل در نقل ہو کر آئی ہیں کہ ان میں کسی قسم کی کمی و بیشی نہیں ہوئی۔

اسی طرح وہ خط جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو لکھا یا تھا۔ اس کا فوٹو بھی شائع ہو چکا ہے۔ دیکھو محدثین نے جو الفاظ اس خط کے تیسری صدی میں نقل در نقل کی صورت میں لکھے ہیں بالکل وہی ہیں۔ حالانکہ اس خط کی نقل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تھی۔ صرف صحابہ نے وہ خط سنا اور یاد کر لیا پھر نقل در نقل ہوتا ہوا مصنفین تک پہنچا اور اسی طرح محفوظ پہنچا جیسے لکھا گیا تھا۔

عبداللہ بن عمر بن عاصؓ نے ایک صحیفہ لکھا جس کو صادقہ کہتے ہیں اس کی حدیثیں بھی صحاح ستہ میں موجود ہیں زکات کا رسالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا وہ رسالہ صحیح بخاری وغیرہ میں موجود ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب کا ذکر!

۱۔ صلح حدیبیہ کا معاہدہ جو صحیح بخاری میں منقول ہے اور دیگر معاہدات۔

۲۔ کسریٰ اور قیصر وغیرہ ملوک کے نام جو آپؐ نے مکاتیب لکھے۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحاک کو خاوند کی دیت میں عورت کی وراثت کا مسئلہ لکھا (ابوداؤد)

۴۔ عمرو بن حزم کی معرفت یمن والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخر عہد میں حدیثوں کی ایک ضخیم کتاب۔ جس میں تلاوت قرآن مجید۔ نماز۔ زکات، طلاق۔ عتاق، قصاص، دیت وغیرہ نیز فرائض وسنن اور کبیرہ گناہوں کی تفصیل تھی، تحریر کر کے بھجوائی جیسا کہ سنن نسائی میں ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ كِتَابًا فِيهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ وَالدِّيَاتُ وَبَعَثَ بِهِ عَمْرَو بْنَ حَزْمٍ [1]

جامعیت مسائل کے لحاظ سے اس کتاب کو حدیث کی پہلی کتاب، کہنا چاہیے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لکھوائی۔ علامہ ابن قیم نے لکھا ہے:-

---

[1] نسائی ص ۲۲۷-۲۲۸، مراسیل ابوداؤد ص ۲۸ سنن دارقطنی ص ۴۸۵، ۳۷۷، مسند دارمی ص ۲۱۰، موطا مالک ۳۳۲ مسند شافعی ص ۱۹۸ کتاب الام للشافعی ص ۶۶ ج ۶ سنن بیہقی ج ۴ ص ۸۹ مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۹۵، منتقی الاخبار ص ۲۵۸ منتقی لابن الجارود ص ۳۶۱، مشکوٰۃ ص ۲۹۵، بلوغ المرام ص ۱۴۲، جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۱، تاریخ خطیب بغداد ج ۸ ص ۲۲۸، کتاب الخراج لیحیی ص ۱۰۹ فتح الباری انصاری پ ۲۵ ص ۳۸۲ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۴، مسند احمد ابن خزیمہ ابن حبان وغیرہ

هُوَ كِتَابٌ عَظِيمٌ فِيهِ أَنْوَاعٌ كَثِيرٌ مِنَ الْفِقْهِ فِي الزَّكَاةِ وَالدِّيَاتِ وَالْأَحْكَامِ وَذِكْرِ الْكَبَائِرِ وَالطَّلَاقِ وَالْعِتَاقِ وَأَحْكَامِ الصَّلٰوةِ وَمَسِّ الْمُصْحَفِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ لَا شَكَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَهُ ۔[1]

یعنی یہ کتاب جس کی بابت امام احمد نے فرمایا ہے کہ بلاشک یہ کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وسلم کی ہی لکھوائی ہوئی ہے۔ ایک بڑی کتاب ہے۔ اس میں بہت سے مسائل شرعیہ لکھے ہوئے تھے جیسے زکات، دیات، کبائر، احکام، طلاق، عتاق، نماز، قرآن چھونے اور بہت سے مسئلے اس میں مرقوم تھے[2]

۵۔ عَنْ رَافِعٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَسْمَعُ مِنْكَ أَشْيَاءَ فَنَكْتُبُهَا قَالَ اُكْتُبُوا وَلَا حَرَجَ[3]

یارسول اللہ! ہم لوگ آپ سے حدیثیں سنتے ہیں کیا ان کو لکھ لیا کریں آپ نے فرمایا لکھ لیا کرو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۶۔ عبداللہ بن عمرؓ کو آپ نے فرمایا:

اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ[4]

لکھ لیا کرو اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے میرے منہ میں سے حق ہی نکلتا ہے۔

۷۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُكَيْمٍ أَتَانَا كِتَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ[5]

عبداللہ بن عکیمؓ کہتے ہیں ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب آئی کہ مردہ کے چمڑے سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔

۸۔ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ جُرَشٍ يَنْهَاهُمْ عَنْ خَلِيطِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ[6]

کشمش اور خرما کو ملا کر مت بھگو

---

[1] زاد المعاد ج ۱ ص ۳۱ [2] جمع القرآن والحدیث [3] منتخب کنز العمال ج ۲ ص ۵۸، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۰ [4] ابوداود مسند دارمی، احمد، مستدرک حاکم [5] منتقی ص ۹، مشکوۃ ص ۴۵ ابوداود نسائی، ترمذی ابن ماجہ، مسند احمد، دارقطنی، بیہقی ابن حبان وغیرہ [6] مسلم ج ۲ ص ۱۶۴

یہی حکم ہجر والوں کو لکھا۔

کَتَبَ اِلٰی هَجَرَ اَنْ لَا تَخْلِطُوا الذَّبِیْبَ وَ التَّمْرَ جَمِیْعًا ۔

اہل ہجر کو لکھا کہ کشمش اور کھجور دونوں کو ملا کر نہ بھگویا کرو۔

۹۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَیِّدُوا الْعِلْمَ قُلْتُ وَمَا تَقْیِیْدُهٗ قَالَ كِتَابَتُهٗ ۔ ؎

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم کو قید میں لاؤ۔ عبد اللہ عمرؓ نے پوچھا قید میں لانے سے کیا مطلب ہے فرمایا تحریر میں لانا۔

مندرجہ ذیل صحابہ سے حدیث کا لکھنا ثابت ہے۔

۱۔ مغیرہ بن شعبہؓ۔ بخاری ص ۲۰۰ اور ۹۲۷ مسلم ج ۱ ص ۲۱۸ بخاری ص ۹۵۸، ج ۲ ص ۹۷۹ اور ۷۷

۲۔ حضرت معاویہؓ ابوداؤد مصری ج ۲ ص ۸۱۔ مسند احمد ج ۵ ص ۱۸۲ جامع بیان العلم ص ۹۳

۳۔ فاطمہ بنت قیسؓ نے ابو سلمہؓ کو حدیث لکھ دی صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۴

۴۔ حضرت ابوبکرہؓ صحابی نے اپنے بیٹے عبد الرحمٰنؓ سے دوسرے بیٹے عبید اللہؓ کے پاس حدیث لکھوا کر بھیجی مسلم ص ۷۷ ج ۲

۵۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰؓ بخاری احمدی ص ۴۲۵ ج ۲

۶۔ حضرت ابو سعید خدریؓ صحابی نے تشدید والی حدیث تحریر کرنے کا سے منع فرمایا ابوداؤد مع عون المعبود ج ۳۔ ص ۳۵۷

۷۔ حضرت جابرؓ بن سمرہ صحابی نے عامر بن سعیدؓ کو حدیث خلفاء قریش تحریر کر کے بھیجی تھی مسلم ص ۱۱۹ ج ۲
حافظ ابن عبد اللہ نے جامع بیان العلم میں تحریر کیا ہے۔ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ جَابِرًا یَكْتُبُ فِی الْاَلْوَاحِ ج ۱ ص ۷۲ یعنی جابرؓ تختیوں میں لکھتے تھے۔

۸۔ حضرت رافعؓ بن خدیج صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۴۰ مسند احمد ج ۴ ص ۱۴۱

؎ نسائی ص ۹۸۱ ؎ مستدرک حاکم ج ۱ ص ۱۰۶۔ تاریخ خطیب، جامع بیان العلم۔ جامع صغیر سیوطی کنز الحقائق للمناوی۔ رسالہ ناسخ منسوخ ابن جوزی

۹۔ حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابورافعؓ سے حدیثیں سن کر لکھا کرتے تھے۔ (ابن سعد ج ۲ ص ۱۲۳) پھر دوسروں کو بھی حدیثیں لکھ دیا کرتے تھے بخاری ج ۱ ص ۲۷ اور آپ کا فرمان ہے کہ علم کو تحریر میں لاؤ۔

۱۰۔ حضرت انسؓ قَالَ سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبْتُهَا وَعَرَضْتُهَا عَلَيْهِ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۷۴ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی پھر لکھ لی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی۔ حضرت انس نے اپنی بیٹے کو حدیث لکھنے کا حکم دیا مسلم ج ۱ ص ۴۶

۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام حدیثیں لکھا کرتے تھے (بخاری ترمذی دارمی) ان کے صحیفہ کا نام صادقہ تھا۔

۱۲۔ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس حدیثوں کی کتابیں لکھی ہوئی موجود تھیں۔ فتح الباری انصاریؒ (پارہ اول ص ۱۰۵) انہی کتابوں سے تابعین حدیثیں نقل کیا کرتے تھے۔ بشیر بن نہیک کہتے ہیں:

كُنْتُ اٰخُذُ الْكُتُبَ مِنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَاَكْتُبُهَا ترمذی ص ۵۶۲ دارمی ص ۶۸ معانی الآثار الطحاوی ج ۲ ص ۳۸۵ جامع بیان العلم ج ۱ ص ۱۷ (جمع القرآن والحدیث)

۱۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے بھی ایک کتاب لکھ رکھی تھی۔ اَخْرَجَ اِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ كِتَابًا وَحَلَفَ لِيْ اَنَّهُ خَطُّ اَبِيْهِ بِيَدِهٖ جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۷، عبداللہ بن مسعودؓ کے لڑکے عبدالرحمٰن نے ایک کتاب نکالی اور قسم کھا کر فرمایا کہ یہ کتاب میرے والد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔

۱۴۔ ابوبکر صدیقؓ نے زکاۃ کا رسالہ نقل کرا کے حضرت انسؓ کو دیا (بخاری)

۱۵۔ (حضرت عمر فاروقؓ) آپ نے عتبہ بن فرقد کے پاس مقام آذربائیجان میں حدیث نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَرِيْرِ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے کی ممانعت فرمائی) لکھ کر بھیجی تھی۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۷) اور آپ نے سب صحابہ کو حکم دیا تھا قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ دارمی ۶۸ مستدرک حاکم ج ۱ ص ۱۰۶ جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲ علم کو تحریر میں لاؤ

۱۶۔ آپ کے پاس ایک صحیفہ لکھا ہوا تھا (بخاری) اور اپنے محرروں کو حکم دیا ہوا تھا:

اِذَا كَتَبْتُمُ الْحَدِيْثَ فَاكْتُبُوْهُ بِاِسْنَادِهٖ رواہ الحاکم۔ منتخب کنز العمال ج ۴ ص ۵۷

جب تم احادیث نبویہ کو لکھنے لگو ان کی سندوں کو بھی ساتھ ہی لکھو۔

اسی طرح بہت سے تابعین نے بھی لکھتے تھے

۱۔ نافع (دارمی) ۲۔ عمر بن عبد اللہ بن ارحم۔ مسلم ج ص ۴۸۶

۳۔ عبد اللہ بن محمد تابعی۔ شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۳۸۴

۴۔ وہب بن منبہ نے حضرت جابرؓ کی تمام حدیثوں کا مجموعہ تیار کیا تھا جو اسماعیل بن عبد الکریم کے پاس تھا تہذیب التہذیب ج ا ص ۳۱۶

۵۔ سلیمان بن قیس یشکری تابعی تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۱۱

۶۔ سلیمان بن سمرہ تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۱۸ عروہ نے غزوات کی حدیثیں جمع کر کے لکھی تھیں، کشف الظنون ج ۲ ص ۴۷۰

۷۔ عروہ نے خلیفہ عبد الملک کو اس کی ایک نقل روانہ کی تھی۔ طبری ص ۱۲۸۵

۸۔ طاؤس تابعی نے دیات کی حدیثیں جمع کر کے لکھی ہوئی تھیں۔ مفتاح الجنہ للسیوطی ص!

۹۔ زہری تابعی نے بہت سی حدیثیں لکھیں۔ تذکرۃ الحفاظ ج ا ص ۹۰

۱۰ ابو بردہ تابعی نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعریؓ صحابی سے بہت سی حدیثیں سن کر لکھی تھیں۔ جامع بیان العلم ج ا ص ۴۵

۱۱۔ سعید بن جبیر نے ابن عمرؓ و ابن عباسؓ سے حدیثیں سن کر لکھی تھیں۔ دارمی ص ۴۸

۱۲۔ عنترہ تابعی نے ابن عباسؓ سے حدیث سن کر ان سے لکھنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دی۔ ان کی اجازت سے لکھ لی۔ دارمی ص ۶۹ جامع بیان العلم ج ا ص ۳۷

۱۳۔ بہت سے تابعین بانس کی قلموں سے براء بن عازبؓ کی حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے۔ دارمی ص ۶۹۔ جامع بیان العلم ج ا ص ۷۳

۱۴۔ بشیر بن نہیک حضرت ابو ہریرہؓ سے جو حدیث سنتے لکھ لیتے۔ دارمی ص ۶۸ جامع بیان العلم ص ۷۲

۱۵۔ ہمام بن منبہ نے ابو ہریرہ سے ۱۴۰ حدیثیں سنی تھیں۔ تہذیب ص ۱۱۔ ان حدیثوں کا مجموعہ صحیفہ ہمام سے لکھ کر تیار کیا تھا۔ تہذیب التہذیب ج ا ص ۳۱۶ امام احمد نے ہمام کا یہ پورا صحیفہ اپنی مسند جلد دوم

میں ص ۳۱۲ سے ص ۳۱۸ تک نقل کر دیا ہے۔

۱۶۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے زہری، ابوبکر بن حزم، سعد بن ابراہیم نے حدیثوں کو جمع کیا۔ جامع بیان العلم۔ بخاری۔

ہماری اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث کے لکھنے کا رواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہی شروع ہو گیا تھا مگر یہ حدیثیں پچھلی کتابوں کی طرح مرتب نہیں تھیں۔ باقاعدہ ایک ترتیب کے ساتھ لکھنے کا رواج دوسری صدی میں ہوا۔

بعض لوگ اس متواتر طرز عمل (یعنی حدیث کے لکھنے لکھانے) کے خلاف ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس سے لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہتے ہیں کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث کے لکھنے سے روک دیا تھا اور حکم دیا کہ جو کوئی لکھ چکا وہ اپنا لکھا مٹا دے"

اور متواتر عمل (جو حدیثوں کے لکھنے لکھانے کے بارے میں پیش کر چکے ہیں) کو باطل کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ جس حدیث میں یہ لفظ آئے ہیں اس حدیث کے مرفوع ہونے میں اختلاف ہے۔ امام بخاری کا یہ فرمان ہے کہ:

"یہ حدیث موقوف ہے صحابی کا قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں" [1]

اور اس حدیث کے معنے میں بھی اختلاف ہے۔ اس حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ کچھ نہ لکھو جس نے قرآن کے ساتھ ساتھ احادیث کو بھی لکھا ہے وہ مٹا دے ایسا نہ ہو کہ قرآن کے ساتھ حدیث بھی مخلوط ہو جائے کیونکہ مسند احمد میں اسی صحابی سے (جس سے منع کی روایت آتی ہے) یہ لفظ بھی وارد ہوئے ہیں (ابو سعید خدری کہتے ہیں "ہم جو کچھ سنتے (قرآن ہوتا یا حدیث) لکھ لیتے"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اُکْتُبُوْا کِتَابَ اللّٰہِ اَمْحِضُوْا کِتَابَ اللّٰہِ اَخْلِصُوْا کِتَابَ اللّٰہِ [2]

یعنی کتاب اللہ خالص کر کے لکھو اس میں کوئی اور چیز نہ ملاؤ۔

اگر اس حدیث کا یہ مطلب ہوتا کہ حدیث بالکل نہ لکھو پھر آنحضرت خود کیوں لکھاتے اور لکھنے کا حکم کیوں

---

[1] فتح الباری [2] مسند احمد

دیتے اور صحابہ کیوں لکھاتے پھر لکھ کر آپ کو کیوں سنایا کرتے بلکہ آخر عمر میں آپ نے فرمایا:

میرے پاس کاغذ لاؤ تاکہ میں ایسی چیز لکھا دوں اگر اس پر عمل کرتے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔[1]

یہ کلام جو آپ لکھانی چاہتے تھے اگرچہ بوجہ تنازع اور اختلاف کے نہ لکھا سکے مگر آپ نے یہ وصیت زبانی فرمادی کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں اگر ان کی پیروی کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب اللہ دوم میری سنت۔

ان تمام باتوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث میں حدیث کے بالکلیہ لکھنے کی ممانعت مقصود نہیں بلکہ خاص طور پر لکھنا (یعنی قرآن کے ساتھ ساتھ) مقصود ہے۔

اور بعض علماء نے جب دیکھا کہ امت کا عمل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اس حدیث کے ظاہری مفہوم کے خلاف ہے تو وہ اس حدیث کے منسوخ ہونے کے قائل ہو گئے یعنی یہ حدیث پہلے کی ہے۔ جب امت میں امیت غالب تھی جب لکھنے والے زیادہ ہو گئے تو اس وقت اجازت دے دی گئی یہی وجہ ہے کہ ابو سعید خدری جو اس کے راوی ہیں خود حدیثیں لکھنے کے قائل تھے جیسا کہ پہلے گزرا ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ خلفاء راشدین جن سے صحیح سند کے ساتھ احادیث کا لکھنا مروی ہے ان سے ممانعت کے متعلق ایسے ایسے آثار نقل کرتے ہیں جن کے ضعیف ہونے کو خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ ان آثار کو لکھنے کے بعد کہتے ہیں کہ:

"ممکن ہے کہ ان کی صحت کو محل نظر قرار دیا جائے"[1]

جب اہل حدیث کے نزدیک یہ آثار قابل استدلال نہیں اور ان کے مقابل وہ آثار بھی ہیں جن میں حدیث کی نشر و اشاعت اور کتابت کا ذکر خلفاء راشدین سے مروی ہے اور وہ صحیح بھی ہیں۔ پھر ان کو پیش کرنا کس لیے ہے؟ کتاب کا حجم بڑھ جائے اور عوام کو گمراہ کیا جائے